www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

مولانا محمد رمضان سلفی

مقلدوں کی حالتِ زار اور اُن سے چند گذارشات

ہنود ویہود کی فکری یورش کے اس زمانے میں شدید ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان آپس میں اتحاد واتفاق سے چلیں۔ باہمی فرقہ واریت کو ہوا دینے کی بجائے آپس میں اتحاد ویکجہتی کو فروغ دیں۔ اس دور میں جب کہ پڑھے لکھے لوگوں میں اس قسم کی فرقہ وارانہ چشمک کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا، علماء کو چاہئے کہ ایک دوسرے کو طعن وتشنیع کرنے کی بجائے اپنی مشترکہ قوت سے غیروں کی طرف توجہ دیں۔

لیکن اس وقت بڑا افسوس ہوتا ہے جب ہمارے حنفی حضرات سادہ لوح عوام کو بار بار اسی فرقہ واریت کی دعوت دیتے ہیں۔ اسی پر ہی بس نہیں کرتے بلکہ ایسے نوکیلے اور تیکھے انداز سے دوسروں پر جملے کستے اور انہیں دعوتِ مبارزت دیتے ہیں کہ اس طرزِ تحریر سے ایک شریف النفس آدمی بھی ان کی وضاحت کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ جھوٹ کی سان پر جھوٹے دعوؤں کے تیر چلائے جاتے ہیں اور بودے دلائل کے ذریعے کتاب وسنت کی واضح تعلیمات کو داغدار کرنے کی تگ ودو اور اپنے فقہی مسلک کو برتر ثابت کرنے کی کوششیں بروئے کار لائی جاتی ہیں۔

محدث جیسا کہ قارئین کے علم میں ہے، اپنے ذوق اور رجحان کے لحاظ سے ان قسم کی بحثوں میں دلچسپی نہیں رکھتا۔ لیکن جب معیاری دینی صحافت کے علمبردار، علماء کی زیرسرپرستی چلنے والے مجلّے عوام میں اپنی ساکھ بنانے کے لئے قرآن وسنت پر حملہ آور ہوجائیں اور اپنے علماء کے اقوال کے برعکس ائمہ کی تقلید کو ہی دین خالص قرار دینے لگ جائیں اور ان مجلات پر نگران مجالس علماء بھی ان کو باز نہ رکھیں تو دین حنیف سے اس الزام اور طعن کو دور کرنا شرعی فریضہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ کم از کم مسلمانوں کے سامنے اسلام کی کھری دعوت اور سچا منہج واضح رہنا چاہیے اور کسی کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ اپنے تعصب کے سائے اسلام پر پھیلا کر دین کی سچی روشنی کو ہی ڈھانپ دے۔

دو ماہ قبل کراچی کے جامعہ فاروقیہ کے مجلّہ 'الفاروق' میں مذکورہ نوعیت کا ایک مضمون مدینہ میں رہائش پذیر ایک مفتی صاحب کے قلم سے اشاعت پذیر ہوا۔ اس مضمون کا طرزِ تحریر اور انداز واستدلال واقعتا علماء کے شایانِ شان نہیں۔ محدث کو اس مضمون میں پیش کئے گئے اعتراضات کا ایک عالمانہ جواب اشاعت کے لئے ملا ہے جسے جامعہ لاہور الاسلامیہ کے فاضل استاذ حدیث نے تحریر کیا ہے۔ الحمد للہ کہ یہ مضمون فرقہ وارانہ رنگ لئے ہوئے نہیں ہے بلکہ اصلاحی اسلوب میں عالمانہ انداز پر تحریر کیا گیا ہے چنانچہ اسے محدث کے صفحات پر جگہ دی جارہی ہے۔ (حسن مدنی)

کراچی سے شائع ہونے والا ماہنامہ 'الفاروق' معیاری یوں تو اِسلامی صحافت کا دعویدار ہے لیکن وہ دوسروں کی دل آزاری اور ان پر تنقید کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا۔ غیر ذمہ دار حضرات کے خیالات اس میں آئے دن چھپتے رہتے ہیں جن کے ذریعے سے اُن لوگوں کو لتاڑا جاتا ہے جنہیں یہ حضرات غیر مقلدوں کے نام سے یاد کرتے ہیں، اس ماہنامہ کی مئی رجون ۲۰۰۰ء کی اشاعت میں ایک مفتی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کی چند نگارشات ''غیر مقلدوں کا حال اور ان سے ضروری سوال'' کے عنوان سے شائع کی گئی ہیں جس میں غیر مقلدوں کی آڑ میں اہل حدیث کو جاہل طبقہ قرار دینے کی سعی فرمائی گئی ہے اور انہیں باہمی افتراق وانتشار کا ذمہ دار بنانے کوشش کی گئی ہے۔ حالانکہ علم ودانش سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والے لوگ بھی جانتے ہیں کہ امتِ مسلمہ میں اِختلاف و اِنتشار کا آغاز اس وقت ہوا ہے جب اتباع واطاعت کو چھوڑ کر اس کی جگہ تقلیدِ شخصی کو اختیار کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اِمام ﷺ کو پیچھے چھوڑ کر اپنے بنائے ہوئے اماموں کے نام پر مختلف مذاہب کی بنیاد رکھی گئی۔ اس اِجمال کی تفصیل تو ہم بعد میں ذکر کریں گے لیکن پہلے ماہنامہ 'الفاروق' کے اس مضمون نگار کی تحریر کا اقتباس ملاحظہ فرمالیں جو مقلد ہونے کے باوجود مفتی کہلاتے ہیں۔ وہ تقلید سے اپنے عشق ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> ''صدیوں سے چاروں اِماموں کے مقلدین چلے آرہے ہیں اور دنیا میں موجود ہیں۔ یہ حضرات کتبِ حدیث کے راوی بھی تھے اور شارح بھی تھے۔ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے ایک فرقہ نکلا ہے، جس نے ان چاروں اماموں سے علیحدہ اپنی جماعت بنائی ہے'' (مئی رجون ۲۰۰۰ء، صفحہ ۱۸)

مفتی صاحب آج کل مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہیں مگر افسوس کہ وہاں رہ کر بھی انہیں ﴿أَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ﴾ کا مفہوم نہیں سمجھ آسکا اور وہ روضہٴ رسول ﷺ کے سامنے بیٹھ کر بھی امام الانبیاء ﷺ کی اطاعت کی بجائے اپنے بنائے ہوئے اِماموں کی تقلید پر ہی جمے ہوئے ہیں جبکہ یہ تقلید فساد کی جڑ ہے اور اس کے اَثرات ونتائج اُمت کے لئے تباہ کن ثابت ہوئے ہیں۔

کیا اُمت میں افتراق وانتشار کی وجہ عدمِ تقلید ہے؟

ہر چیز کو اس کے اثرات سے ہی جانا جاتا ہے اور اس کے ردّ وقبول کا انحصار اس چیز سے حاصل ہونے والے نتائج پر ہوتا ہے۔ اگر کسی چیز سے حاصل ہونے والے نتائج اچھے ہوں تو انسان فطری طور پر اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور بغیر کسی کی انگیخت کے اُسے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوتا ہے جیسا کہ کتاب وسنت کے نام سے ہی انسان دِلی طور پر فرحت اور سکون محسوس کرتا ہے۔ اور اگر کوئی چیز نتائج کے اعتبار سے بری ہو اور اس کے اثرات لوگوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں، تو فطرتِ انسانی ایسی چیز سے نفرت کرتی اور اسے قبول کرنے سے اِباء کرتی ہے، جیسا کہ تقلید ناسدید کے نام سے ہی انسان نفرت کا اظہار کرتا ہے، کیونکہ اس تقلید نے امتِ مسلمہ کو سوائے افتراق اور انتشار کے کچھ نہیں دیا۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ اسلام میں اس تقلید کی درآمد سے قبل مسلمانوں کی جنگیں کفار سے ہوتی تھیں اور آپس میں سب مسلمان اُخوت ومودّت جیسی بلند صفات سے متصف ہو کر جسدِ واحد بن کر پرسکون زندگی گزارتے تھے اور باہمی اِتحاد و اِتفاق کی بنا پر ﴿أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ کا سنہری منظر پیش کرتے تھے لیکن ستیاناس ہو اس تقلید کا، جس نے مسلمانوں کو آپس میں لڑانا شروع کیا۔ جب سے یہ اسلام میں گھس آئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تب سے مسلمانوں کی توانائیاں اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف ہی استعمال ہونے لگی ہیں۔ تقلید ایسی آفت ہے کہ جو شخص ایک دفعہ اس کے چنگل میں پھنس جاتا ہے تو پھر وہ سنتِ رسول ﷺ پر عمل کے قابل نہیں رہتا بلکہ وہ اپنے تقلیدی مذہب کا ہی پیروکار بن جاتا ہے، اور جو چیز مقلدوں کے تقلیدی مذہب کے خلاف ہو، اسے قبول کرنا انہیں بہت مشکل دکھائی دیتا ہے، اگرچہ وہ قرآنِ کریم کی آیات اور صحیح احادیث سے ثابت ہو۔ مقلد ضعیف سے ضعیف روایات کا سہارا لے کر اعلیٰ درجے کی کھری احادیث کا انکار کرنے پر کمربستہ ہوجاتا ہے۔ اپنے غلط مذہب کی حمایت میں اگر مقلد کو صحیح احادیث میں توڑ مروڑ بھی کرنا پڑے تو وہ اس سے بھی نہیں چوکتا۔ مقلد نے اگر قرآن وسنت کو ماننا ہو تو وہ مقلد ہی کیوں بنے۔ جب وہ مقلد بن گیا تو اب وہ اتباعِ رسول ﷺ کیسے کرسکتا ہے۔ تقلید ایسی بیماری ہے جو مقلد کو اپنے تقلیدی مذہب سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے فرستادہ نبیؐ کی پیروی کی اجازت نہیں دیتی۔ تقلید طوق اور بیڑی ہے جو مقلد کو اپنے امامِ مذہب کی تقلید سے آزاد نہیں ہونے دیتی۔ مقلد اُمتیوں کے پیچھے جاتا ہے جبکہ اتباع کرنے والا رسول اللہ ﷺ کے راستے کا متلاشی ہوتا ہے، لہٰذا جو فرق بینا اور نابینا میں ہے، وہی فرق متبع اور مقلد میں ہے۔ اور جیسے مشرک، موحد نہیں ہوسکتا، بدعتی اہل سنت نہیں ہوسکتا، ایسے ہی مقلد کبھی متبع رسول ﷺ نہیں ہوسکتا، کیونکہ اسے فکر ہی ان باتوں کی ہوتی ہے جو اس کے امام مذہب کی طرف منسوب ہوتی ہیں، اس کے ہاں کتاب وسنت جائے بھاڑ میں۔

چنانچہ ملک میں جب بھی نفاذِ اسلام کا مسئلہ درپیش ہو تو مقلد اپنے مذہب کی کتابوں کو، اپنے مخصوص نظریہ کو لے کر آڑے آجائے گا اور اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے دین (قرآن وحدیث) کے نفاذ میں رکاوٹ بن کر کھڑا ہوجائے گا۔ مقلدوں کی حالتِ زار کا اندازہ لگائیے کہ وہ تقلیدِ شخصی پر کس قدر نازاں اور فرحاں ہیں حالانکہ اُمت میں سے کسی فرد وبشر کی تقلید کرنے کا حکم نہ تو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور نہ ہی اس کا حکم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ نے دیا ہے۔ اور نہ ہی امام ابوحنیفہؒ نے کہیں یہ کہا ہے کہ میری تقلید کرنا اور میرے نام پر ایک مذہب کی بنیاد رکھ لینا۔ مقلد کی مثال تو بن بلائے مہمان کی سی ہے جس کی کوئی قدر ومنزلت نہیں ہوتی، اس کے برعکس اہلحدیث درحقیقت متبع رسول ﷺ ہیں اور اِتباع رسول ﷺ کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں دیا ہے۔ اس لئے ہمارے امام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے منصبِ امامت پر فائز فرمایا ہے۔ ان کے علاوہ ہم کسی اُمتی کے مقلد نہیں ہیں، خواہ وہ اُمتی غیر مقلد ہی کیوں نہ ہو، بلکہ اس کی غلطی کو ہم سرعام بیان کرنے کو تیار ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ اللہ ورسولؐ کی تقلید نہیں ہوا کرتی بلکہ اتباع اور اطاعت ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم نے اللہ ورسولؐ کے لئے تقلید کا باسی لفظ کہیں بھی استعمال نہیں کیا، ہر جگہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے (اتباع) اور اطاعت کا لفظ ہی استعمال ہوا ہے، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اتباع ہوتی ہے اور تقلید امتیوں کی ہوتی ہے۔ حنفیوں کی معتبر کتاب مسلم الثبوت (صفحہ ۲۸۹) میں ہے:

"الرجوع إلى النبی علیه الصلوٰة والسلام أو إلى الإجماع لیس منه"

"نبی ﷺ یا اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید میں داخل نہیں ہے"

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ تقلید خود ساختہ اماموں کی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے امام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تقلید نہیں ہوتی بلکہ ان کی اِتباع و اِطاعت ہوتی ہے اور اتباع و اِطاعت سے اُمت میں اِتحاد برقرار رہتا ہے، جبکہ تقلید اس کے برعکس اُمت کو فرقوں میں بانٹ دیتی ہے، اور مسلمانوں کی قوت کو کمزور کردیتی ہے۔ حنفیوں نے اپنا امام بنایا تو دوسرے مقلدوں نے اس کے مقابلے میں اپنے علیحدہ اِمام بنالئے۔ اور سب مقلد اپنے اپنے امام کی تقلید کرنے میں جت گئے اور اس طرح ایک دین کو چار دین بنادیا گیا اور یوں محمد رسول اللہ ﷺ کا دیا ہوا دین کھلونا بن کر رہ گیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام اور مسلمانوں میں تفرقہ پڑ گیا جو ختم ہونے میں نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے تفرقہ بازی سے بچانے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اِمام بنایا تھا اور انہی کی اتباع کا حکم دیا تھا تاکہ مسلمانوں میں مختلف فرقے پیدا نہ ہوں، لیکن مقلدین نے خود ساختہ اماموں کی تقلید اختیار کرکے دین الٰہی کا وہ حلیہ بگاڑا جس کی مثال نہیں ملتی، اور اس جرم کا سب سے پہلا مرتکب 'حنفی مقلد' ہے جس نے اس تفرقہ بازی کی بنیاد رکھی ہے، لہٰذا قیامت کے دن جب اُمتِ واحدہ کو پارہ پارہ کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کئے جائیں گے تو حنفی مقلد اِن سب سے آگے ہوں گے، کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے اس بھیڑ چال کی بنیاد رکھی ہے، اس کے بعد تو چل سو چل۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تفرقہ بازی کا فعل اس قدر ناپسندیدہ ہے کہ جب بھی کوئی نبی اور رسول مبعوث ہوا، اسے خاص طور پر یہ وصیت کی گئی کہ لوگوں کو فرقوں میں نہ بٹنے دینا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ (الشوریٰ:۱۳)

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی شریعت مقرر کردی ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جو بذریعہ وحی ہم نے آپ کی طرف بھیج دی ہے۔ اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا"

بتائیے، اس آیتِ کریمہ میں ذکر ہونے والے 'دین' سے کیا مراد ہے؟ اگر حنفی مقلد کہیں کہ اس سے مراد حنفی مذہب ہے، تو شافعی کہیں گے، اس سے شافعی مذہب مراد ہے، حالانکہ دونوں میں بعد المشرقین ہے، اگر یقین نہ آئے تو دونوں مذاہب کی مذہبی کتابیں سامنے رکھ کر موازنہ کرلیں۔ شافعی فاتحہ خلف الامام کو فرض کہتے ہیں اور حنفی مقلد اس کے اَزلی مخالف ہیں۔ وہ نماز میں مواضع ثلاثہ کی رفع یدین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قائل و فاعل ہیں، حنفی اس کے مخالف ہیں، وہ آمین بالجہر کو تسلیم کرتے ہیں جبکہ حنفی مقلد اس کے منکر ہیں۔ یہ چند مثالیں تو نماز سے متعلق ہیں، باقی معاملات اور مسائل میں مقلدین کا باہمی اختلاف اہل علم سے مخفی نہیں ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امتِ مسلمہ میں انتشار کا سب سے بڑا سبب تقلید ہے، اگر یقین نہ آئے تو حنفی مقلدوں کو دیکھ لیں کہ دیوبندیوں اور بریلویوں میں سخت وَیر ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو کافر سمجھتے ہیں حالانکہ دونوں حنفی مقلد کہلاتے ہیں، پھر اس سے آگے کوئی قادری بن گیا اور کوئی چشتی، کوئی نقشبندی بن گیا اور کوئی سہروردی۔ دیکھئے خود حنفیوں کے کتنے ٹوٹے ہوگئے، معلوم ہوا کہ تقلید بھیڑ چال کا نام ہے اور تقلید فرقہ بندی کی ماں ہے جو فرقوں کو جنم دیتی ہے کیونکہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، دیوبندی، بریلوی وغیرہ سب فرقے تقلید کرنے سے پیدا ہوئے ہیں، ترکِ تقلید سے پیدا نہیں ہوئے۔

لہٰذا تقلید اِتحاد و اتفاق کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ گمراہی کی جڑ ہے جس سے اُمت میں اِنتشار پیدا ہوا ہے اور اس نے اُمت کی اِجتماعیت کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے رکھ دیا ہے۔ اس لئے تقلید انسانوں کو زیب نہیں دیتی اور قرآن کریم نے کہیں بھی تقلید کا لفظ انسانوں کے لئے استعمال نہیں کیا بلکہ ہر جگہ انہیں اللہ و رسولؐ کی اتباع واطاعت کا حکم ہی دیا ہے اور اسی کو ہدایت قرار دیا ہے: ﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾ (النور:۵۴)

''اور اگر تم رسولؐ کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤ گے''

دیکھئے جیسے آپ لوگ اپنے امام کی تقلید کی وجہ سے حنفی بنے ہیں، ایسے ہی ابوعبداللہ کرام، جہم بن صفوان، ابوالحسین بن صالح، ابوشمر، یونس البری اور غیلان وغیرہ کی تقلید کرنے کی وجہ سے کرامیہ، جہمیہ، صالحیہ، شمریہ، یونسیہ اور غیلانیہ وغیرہ فرقے وجود میں آئے ہیں۔ لہٰذا تقلید ہی ایسی چیز ہے جو مختلف فرقوں کو جنم دیتی ہے اور فرقہ تب بنتا ہے جب کہ غیر نبی کی تقلید کی جاتی ہے۔ مقلد، نبیﷺ کو ڈھیلا چھوڑ کر اپنے امام کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے، پھر وفا اپنے اِمام سے بھی نہیں کرتا کہ اسی پر اکتفا کرے بلکہ اس سے بھی آگے ترقی کرتا ہے، جیسا کہ مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے لکھا ہے:

"کم من حنفي حنفي فرعا مرجئ أو زيدي أصلا وبالجملة فالحنفية لها فروع باعتبار اختلاف العقيدة فمنهم الشيعة ومنهم المعتزلة ومنهم المرجئة" (الرفع والتكميل، صفحه ۳۸۵)

یعنی ''بہت سے حنفی فروع میں حنفی ہوتے ہیں لیکن اُصول میں وہ مرجئۃ یا زیدی ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ عقائد کے اِختلاف کے اعتبار سے حنفیوں کی کئی قسمیں ہیں، ان حنفیوں سے ہی شیعہ ہیں اور ان سے ہی معتزلہ ہیں اور مرجیہ بھی ان کی ہی ایک قسم ہیں۔'' (رسائل بہاولپوریؒ)

کیا محدثین کرام بھی مقلد تھے؟

مقلدین کی جسارت اس وقت عروج پر ہوتی ہے، جس وقت یہ لوگ محدثین کرام کو بلکہ ان علماءِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظام کو بھی مقلد بنانے کی کوشش کرتے ہیں جو اپنی زندگی میں تقلیدِ ناسدید سے نفرت کرتے رہے، اور اس کے خلاف بعض تصنیفات سپردِ قلم کر گئے ہیں۔ دیکھئے امام ابن قیم اور ان کے استاذ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہما اللہ کو حنبلی مقلد لکھا جاتا ہے اور یہ پروپیگنڈہ حنفی مقلدین بڑی شدومد سے کرتے ہیں، حالانکہ امام ابن قیمؒ کی تقلید کے خلاف لکھی ہوئی کتاب رسالة التقليد کے نام سے آج بھی لائبریریوں میں موجود ہے جس میں انہوں نے اتباع واطاعت کو فرض اور تقلید کو حرام قرار دیا ہے بلکہ مقلدین کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ بلکہ اماموں کے مخالفین میں شمار کیا ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۷ پر انہوں نے اپنے استاذ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے حنبلی مقلد ہونے کی نفی خود شیخ سے ہی ثابت کی ہے۔ اس کے برعکس اہل تقلید انہیں مقلد بنانے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح امام سیوطیؒ کی ردِ تقلید پر کتاب "الرد علی من أخلد إلی الارض وجهل أن الاجتهاد فی كل زمان فرض" موجود ہے، اور ابن دقیق العید کے بارے میں ڈاکٹر عامر حسن لکھتے ہیں

"وعلى الرغم من أنه عرف كواحد من أئمة المالكية والشافعية فهو في الحقيقة خرج عن دائرة التقليد في المذهبين إلى دائرة الاجتهاد ذكر ذلك كل من عاصره وعرفه عن كتب قال الأدنوي، و كتب له طريقة المجتهدين وقرئ بين يديه فأقر عليه ولا شك أنه من أهل الاجتهاد و ماينازع فی ذلك إلا من هو من أهل العناد" (مقدمة الاقتراح في بيان الاصطلاح، ص۴۲)

"اس کے برعکس کہ وہ ائمہ مالکیہ یا شافعیہ کے ایک عالم ہونے کی حیثیت سے مشہور ہیں مگر درحقیقت وہ ان دونوں مذاہب کی تقلید کے دائرے سے نکل کر مرتبہ اجتہاد پر فائز ہیں۔ اس بات کو ان کے معاصرین نے اور انہیں قریب سے جاننے والوں نے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ ادنویؒ کا مشہور قول ہے کہ ان کے سامنے اہل اجتہاد کا طریقہ لکھا اور پڑھا گیا جسے انہوں نے برقرار رکھا اور یہ بات شک وشبہ سے بالا ہے کہ وہ اہل اجتہاد سے ہیں اور سوائے ضدی لوگوں کے کوئی شخص اس بات میں اختلاف نہیں کرتا"

اسی طرح دیگر بہت سے اہل علم کو مقلدین حضرات اپنے رنگ میں رنگنے کی پوری کوشش کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ تقلید کے خلاف ان کی تصنیفات دستیاب اور ان کے غیر مقلد ہونے پر تصریحات موجود ہوتی ہیں۔

کیا اہلحدیث صرف ڈیڑھ سو سال پہلے وجود میں آئے؟

رہا ان کا یہ دعویٰ کہ "تقریباً ڈیڑھ سو سال سے ایک فرقہ نکلا ہے جس نے ان چاروں اماموں سے علیحدہ اپنی جماعت بنائی ہے" (ص ۱۸) اس سے ان کا اشارہ اہلحدیث کی طرف ہے جنہیں یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مقلد کے نام سے یاد کرتے ہیں اور مفتی صاحب نے کسی سے سن سنا کر ڈیڑھ سو سال سے اہلحدیث کے وجود کی لاف تو ماردی ہے لیکن اس پر کوئی ٹھوس دلیل پیش کرنے کی زحمت نہیں کی، اور یہ مفتی صاحب کی مجبوری ہے کیونکہ وہ مقلد ہیں اور مقلد لکیر کا فقیر ہوتا ہے جسے کوئی بات نوکِ قلم پر لانے سے پہلے تحقیق کی تکلیف نہیں دی جاسکتی کیونکہ تقلید کی تعریف ہی یہ کی جاتی ہے

"التقليد العمل بقول الغير من غير حجة" (مسلم الثبوت، ص۲۸۹)

یعنی ''دلیل کے بغیر ہی غیروں کی بات پر عمل کرنا تقلید کہلاتا ہے۔''

قدامتِ اہلحدیث: غور وفکر سے کام لینے والا ہر شخص جانتا ہے کہ قرآنِ کریم اور حدیث نبوی پر عمل کرنے والے کو اہلحدیث کہا جاتا ہے لہٰذا جب سے قرآن وحدیث ہیں تب سے اہلحدیث بھی چلے آرہے ہیں۔ مفتی صاحب کے بقول اگر ان کا وجود ڈیڑھ سو سال سے ہو تو اس سے قبل کی تصنیفات میں ان کا نام ونشان نہیں ملنا چاہئے جبکہ اس سے پہلے ہر دور کے علماءِ کرام نے اپنی اپنی تصنیفات میں اہلحدیث کا ذکرِ خیر کیا ہے، جسے اختصار کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے:

☆ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے حجة الله البالغة میں باب الفرق بين أهل الحديث و اصحاب الرأي کے تحت تحریر فرمایا ہے:

"فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك أنه لم يكن عندهم من الأحاديث والاثار ما يقدرون به على استنباط الفقه على الاصول التي اختارها أهل الحديث" (حجة الله البالغة، ج۱ ص۱۵۲ المكتبة السلفية، لاهور)

یعنی ''حدیث وفقہ اور مسائل کو دوسرے طرز پر مدوّن کرنے کی ضرورت پیش آئی اور یہ اس لئے کہ ان کے پاس اتنی احادیث اور آثار نہیں تھے جن سے اہلحدیث کے اختیار کردہ اصول کے موافق استنباطِ فقہ پر قادر ہوتے''

☆ اس سے قبل حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) ایک حدیث کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقد صحّحه بعض أهل الحديث" (فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج۲ ص۲۲۰)

یعنی ''اس حدیث کو اہل حدیث نے صحیح کہا ہے''

☆ اور اس سے قبل امام ابن قیمؒ (متوفی ۷۵۱ھ) اپنی تصنیفات میں کثرت سے اہل حدیث کا ذکر کرتے ہیں۔ ایک مقام پر قنوتِ نازلہ سے متعلق حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''وهذا ردّ على أهل الكوفة الذين يكرهون القنوت في الفجر مطلقاً عند النوازل وغيرها ويقولون هو منسوخ وفعله بدعة، فأهل الحديث متوسطون

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بين هؤلاء و بين من استحبه عند النوازل وغيرها وهم أشعر بالحديث من الطائفتين فإنهم يقنتون حيث قنت رسول الله ﷺ ويتركونه حيث تركه"

یعنی "ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ان کوفیوں کی تردید کرتی ہے جو حوادث وغیرہ میں مطلقاً نمازِ فجر میں قنوتِ نازلہ کو مکروہ سمجھتے ہیں اور ان کا کہنا یہ ہے کہ قنوت پڑھنا منسوخ ہو چکا ہے اور اس پر عمل بدعت ہے۔ جبکہ فریقین میں اہل حدیث کا مسلک معتدل ہے۔ اور اہل حدیث ہی حدیثِ نبوی کے مفہوم کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ لہٰذا وہ جہاں رسول اللہ ﷺ نے قنوت پڑھی ہے، وہاں پڑھتے ہیں اور جہاں آپؐ نے اسے چھوڑا ہے، وہاں چھوڑنے کے قائل ہیں" (زاد المعاد: ج۱ص۷۰)

☆ اس سے قبل امام ابن تیمیہؒ (متوفی ۷۲۸ھ) اپنی تالیفات میں شرعی مسائل میں جابجا اہل حدیث کا مسلک بیان کرتے ہیں، مثال کے طور پر نماز میں انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی قراءت سے متعلق تین اَقوال ذکر کیے ہیں، ان میں سے تیسرا قول ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"والقول الثالث أن قراء تها جائزة بل مستحبة وهذا مذهب أبي حنيفة وأحمد في المشهور عنه وأكثر أهل الحديث" (الفتاوى الكبرىٰ لابن تيمية: ج۱،ص۱۰۳)

یعنی "نماز میں بسم اللہ کا پڑھنا جائز ہی نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے اور امام احمدؒ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے اور اکثر اہل حدیث کا بھی یہی مسلک ہے۔"

☆ اور اس سے بھی قبل امام رازیؒ (متوفی ۶۰۶ھ) آیت ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا﴾ کے تحت چوتھا مسئلہ بیان کرتے ہوئے اہل حدیث کا ذکر کرتے ہیں:

"المسئلة الرابعة قوله:﴿فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ﴾ يدلّ على أن القرآن وما هو عليه من كونه سوراً هو على حد ما أنزله الله تعالىٰ بخلاف قول كثير من أهل الحديث أنه نظم على هذا الترتيب في أيام عثمان فلذلك صح التحدي مرة بسورة و مرة بكل القرآن" (التفسير الكبير للامام الرازي، ج۲صفحہ۱۱۷)

"اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ﴾ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قرآنِ کریم اور اس کی سورتوں کی ترتیب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہے اس کے برخلاف اکثر اہل حدیث کا قول یہ ہے کہ اس کی یہ ترتیب دورِ عثمانی کی ہے۔ اسی وجہ سے مخالفین کو پورے قرآن کے ساتھ اور کبھی اس کی ایک سورت کے ساتھ چیلنج کرنا صحیح قرار پاتا ہے"

☆ اور اس سے پہلے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب غنية الطالبين میں فرما گئے ہیں کہ "بدعتیوں کی علامت، اہل حدیث کی 'غیبت' کرنا ہے، اور بددینوں کی علامت اہل حدیث کا نام 'حشویہ' رکھنا ہے۔ اور قدریہ کی علامت، ان کو 'مجبرہ' نامزد کرنا ہے، اور جہمیہ کی علامت ان کو 'مشبہہ' کہنا ہے اور رافضیوں کی علامت یہ ہے کہ وہ ان کا نام 'ناصبی' رکھتے ہیں"...... ان گمراہ فرقوں کی علامات بیان کرنے کے بعد شیخ علیہ الرحمۃ اہل حدیث کا دفاع کرتے ہوئے فرما گئے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ولا إسم لهم الا إسم واحد وهو أصحاب الحديث ولا يلتصق بهم ما لقّبهم أهل البدع كما لم يلتصق بالنبیﷺ تسمية كفار مكة ساحراً و شاعراً ومجنونا ومفتونا وكاهنا" (غنية الطالبين، ص ۱۹۷)

یعنی "ان کا تو ایک ہی نام ہے اور وہ نام 'اہل حدیث' ہے۔ اور بدعتیوں نے ان کو جو لقب دیئے ہیں ان سے ان کا کچھ نہیں بگڑتا، جیسا کہ مکہ کے کافر، رسول اکرمﷺ کو جادوگر اور شاعر اور مجنون اور کاہن کہہ کر آپ کا کچھ نقصان نہیں کرسکے۔"

☆ اور امام ترمذیؒ (متوفی ۲۷۹ھ) اپنی جامع ترمذی میں جنازے سے آگے چلنے سے متعلق حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وأهل الحديث كلّهم يروون أن الحديث المرسل في ذلك أصح" (جامع ترمذی، ۱۹۶/۱)

☆ اور امام مسلم (متوفی ۲۶۱ھ) اپنی صحیح کے مقدمہ میں متعدد بار اہل حدیث کا ذکر کرتے ہیں، ایک مقام پر فرماتے ہیں: "فأما ما كان منها عن قوم هم عند أهل الحديث متهمون أو عند الأكثر منهم فلسنا نتشاغل بتخريج حديثهم" (صحیح مسلم: ج۱، ص۵۵)

یعنی "جن روایات کے راوی تمام اہل حدیث یا ان میں سے اکثر کے نزدیک متہم بالکذب ہوں گے ہم ان کی روایات اپنی صحیح میں نہیں لائیں گے۔"

اہل حدیث سے اگرچہ یہاں محدثین کرام مراد ہیں، لیکن ان کے اُصول کو اختیار کرنے والے عوام بھی اس میں شامل ہیں جیسا کہ مقلدین اَحناف میں ان کے خواص اور عوام سب شمار ہوتے ہیں۔

☆ امام احمد بن حنبلؒ (متوفی ۲۴۱ھ) سے احمد بن حسن نے کہا: اے ابوعبداللہ! مکہ میں ابن ابی قتیلہ کے پاس اہل حدیث کا ذکر ہوا تو اس نے انہیں بُرا بھلا کہا۔ تو امام احمدؒ فرمانے لگے: "ایسا کہنے والا زندیق ہے، زندیق ہے" اور یہ کہتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوگئے۔ (مناقب الامام احمد بن حنبل: ص ۲۳۳)

☆ اور امام شافعیؒ (متوفی ۲۰۴ھ) باب رفع الیدین فی الصلوٰۃ کے تحت تین مقامات میں (نماز شروع کرتے ہوئے اور رکوع کے لئے جھکتے اور اس سے اُٹھتے ہوئے) رفع الیدین کے اثبات پر دلائل ذکر کرنے کے بعد اہل حدیث کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وأهل الحديث من أهل المشرق يذهبون مذهبنا في رفع الأيدي ثلاث مرات في الصلوٰة" (كتاب الأم للامام الشافعي: ج۷ص۱۸۷)

"یعنی اہل مشرق کے اہل حدیث نماز میں تین مرتبہ رفع یدین کرنے سے متعلق ہمارے مذہب کو اختیار کئے ہوئے ہیں"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اس سے قبل امام ابوحنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ) بھی غیر مقلد (اہلحدیث) تھے بلکہ وہ اہلحدیث گر تھے جو دوسروں کو بھی اہلحدیث بنایا کرتے تھے، جیسا کہ حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں:

"پہلے پہل امام ابوحنیفہ ہی نے مجھ کو اہلحدیث بنایا ہے" (دیکھئے حدائق الحنفیہ، ص ۱۳۷ حدیقہ دوم)

اور امام صاحب سے قبل تو صحابہ کرام اور تابعین عظام کا دور تھا جن میں نہ کوئی حنفی مقلد تھا نہ شافعی وغیرہ، بلکہ تمام صحابہ وتابعین متبع رسول ﷺ تھے اور بدعت تقلید ناسدید سے نا آشنا تھے، کیونکہ تقلید شخصی اور مذہب پرستی کی بنیاد چوتھی صدی میں پڑی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

"إعلم أن الناس كانوا قبل المائة الرابعة غير مجمعين على التقليد الخالص لمذهب واحد بعينه" (حجة الله البالغة، ج۱ص۱۵۲)

"واضح ہو کہ چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک خاص مذہب کی تقلید پر متفق نہیں تھے۔"

نیز فرماتے ہیں:

"أقول وبعد القرنين حدث فيهم شيئ من التخريج غير أن أهل المائة الرابعة لم يكونوا مجتمعين على التقليد الخالص على مذهب واحد والتفقه له والحكاية لقوله كما يظهر من التتبع" (حجة الله البالغة ج۱ص۱۵۲)

"میں کہتا ہوں: پہلی دو صدیوں کے بعد کسی قدر تخریج کا طریقہ پیدا ہو گیا، لیکن چوتھی صدی کے لوگ کسی خاص شخص کی تقلید کرنے پر متفق نہیں تھے اور نہ ہی کسی خاص شخص کی فقہ کے پابند تھے اور نہ ہی ہر بات میں اسی کے قول کو نقل کیا کرتے تھے، جیسا کہ تتبع سے معلوم ہوتا ہے۔"

تمام مقلد حضرات بالعموم اور الفاروق کے مضمون نگار بالخصوص مذکورہ بالا اقتباسات کی روشنی میں اپنی اداؤں پر نظر ثانی کریں اور سوچیں کہ اگر اہلحدیث حضرات ڈیڑھ سو سال سے شروع ہوئے ہیں جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے تو ڈیڑھ صدی سے قبل ان کا نام ونشان نہیں ملنا چاہئے۔ حالانکہ اس سے قبل ہر دور اور ہر صدی کے علماء کرام نے اپنی تصنیفات میں اہلحدیث کا ذکر خیر کیا ہے، جسے ہم بمع حوالہ جات ان کی کتابوں سے ثابت کر آئے ہیں، اور اس بات کو بھی زیر غور لائیں کہ اگر تقلید کوئی مستحسن چیز ہوتی، اور شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اہمیت ہوتی تو خیر القرون میں اس کی پابندی کی جاتی اور اس کی طرف راہنمائی کی جاتی، جبکہ اسلام کے سنہری دور کے مسلمانوں نے اپنی زندگیوں میں تقلید کا کبھی تصور بھی نہیں کیا، اور نہ ہی وہ اللہ ورسول کی اتباع واطاعت کے بغیر کسی چیز کو خاطر میں لاتے تھے۔

یہی وہ معیار ہے جس کی طرف اہلحدیث دعوت دیتے ہیں اور اللہ ورسول کی اطاعت کو وہ تقلید شخصی پر غالب کرنا چاہتے ہیں، اس پر اہلحدیث علماء کی تصنیفات اور ان کی مساعی جمیلہ شاہد ہیں، نواب صدیق حسن خان نے اسی معیار کو سربلند کرنے کیلئے اپنی کتاب "الحطة في ذكر الصحاح الستة"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تالیف کی، جس کا آغاز ہی وہ اہلحدیث کے ذکر خیر سے کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"محمداً لله الذي جعل أهل الحديث أهل النبي ﷺ خالصة من دون الناس"

یعنی "میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ اپنی کتاب کو شروع کرتا ہوں جس نے دوسرے لوگوں سے قطع نظر خاص کر اہلحدیث کو ہی اپنے نبی ﷺ کے پیروکار بنایا ہے" (الحطة: ص۱)

کیا نواب صدیق حسن خاں نے اہلحدیث کی مذمت کی ہے؟

اس کے بعد نواب صاحب نے متعدد مقامات پر نظم اور نثر کے ذریعہ سے اہلحدیث کی فضیلت اُجاگر کی ہے جس کی تفصیل، طوالت سے بچنے کے لئے یہاں دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا، لیکن بھلا ہو اس تقلیدی ذہن کا جس نے نواب صاحب اور ان کی اس کتاب کو اہلحدیث کے خلاف استعمال کرنے سے بھی گریز نہ کیا، اور اس کا ایک اقتباس حوالہ کی نشاندہی کیے بغیر غیر مقلدین کی مذمت میں پیش کردیا، حالانکہ وہ عبارت اہلحدیث کے خلاف نہیں ہے، اور نہ ہی نواب صاحب جو مضمون نگار کے بقول خود بھی غیر مقلد تھے۔ غیر مقلدین کے خلاف ایسی کوئی بات لکھ سکتے تھے، اب ہم نواب صدیق حسنؒ کی کتاب "الحطة" کی وہ مفصل عبارت نقل کرتے ہیں جس کا ترجمہ "الفاروق" کے مضمون نگار نے، بزعم خویش اہلحدیث کے خلاف سمجھ کر اسے ان کی مذمت میں کتاب کا حوالہ دیئے بغیر نقل کیا ہے، تاکہ قارئین کرام کو معلوم ہوسکے کہ یہ اقتباس اہلحدیث کے خلاف نہیں بلکہ اسے نواب صاحب نے اہل تقلید کے خلاف ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"فقد نبتت في هذا الزمان فرقة ذات سمعة ورياء تدعى لأنفسها علم الحديث والقرآن والعمل بهما على العلات في كل شان مع أنها ليست في شيئ من أهل العلم والعمل والعرفان لجهلها عن العلوم الألية التي لابد منها لطالب الحديث في تكميل هذا الشان وبعدها من الفنون العالية التي لا مندوحة لسالك طريق السنة عنها كالصرف والنحو واللغة والمعاني والبيان فضلا عن كمالات أخرىٰ وإن تشبهوا بالعلماء و يظهروا في زىّ أهل التقوى۔

نظم: تصدر للتدريس كل مهوس   بليد يسمى بالفقيه المدرس

ولذلك تراهم يقتصرون منها على النقل ومبانيها ولا يصرفون العناية إلى فهم السنة وتدبر معانيها ويظنون أن ذلك يكفيهم وهيهات بل المقصود من الحديث فهمه وتدبر معانيه دون الاقتصار على مبانيه فالأول في الحديث السماع ثم الحفظ ثم الفهم ثم العمل ثم النشر وهؤلاء قد اكتفوا بالسماع والنشر من دون ثبت وفهم وإن كان لا فائدة في الاقتصار عليه والاكتفاء به فالحديث في هذا الزمان لقراءة الصبيان دون أصحاب الايقان وهم في غفلتهم يعمهون...... وأما

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هؤلاء الجهلة فجل تحديثهم عبارة عن اختيار بعض المسائل المختلف فيها بين المجتهدين والمحدثين في باب الطاعات دون المعاملات الدائرة بينهم كل يوم على العلات و تمام اتباعهم حكاية خلاف أهل الاجتهاد مع أهل الحديث الواقع في العبادات دون الارتفاقات ومن ثم لا يهتدون إلى ما انتقده أهل الحديث في الباب سبيلا ولا يعرفون من فقه السنة في المعاملات شيئا قليلا وكذلك لا يقدرون على استخراج مسئلة واستنباط حكم على أسلوب السنن وأهليها...... فيا لله العجب من أين يسمّون أنفسهم الموحّدين المخلصين وغيرهم بالمشركين المبتدعين وهم أشدالناس تعصّبا وغلوا في الدين قد انفقوا في غير شيئ نفائس الأوقات والانفاس واتعبوا أنفسهم وحيروا من خلفهم عن الناس...... آگے فرماتے ہیں:

وهذا الداء العضال إنما تولد من تعصّب العلماء والفقهاء بينهم و كثرة القيل والقال حتى عمّت به البلوى والجدال......

اس کے بعد تقلید کے خلاف لکھی جانے والی کتاب "إيقاظ الهمم" کی عبارت نقل کرتے ہیں، اور شاہ ولی اللہؒ کی 'الانصاف' کا اقتباس یوں ذکر کرتے ہیں: قال صاحب الإنصاف ونشأت من بعدهم قرون على التقليد الصرف لا يميزون الحق من الباطل ولا الجدال من الاستنباط فالفقيه يومئذ هو الثرثار المتشدق الذي حفظ أقوال الفقهاء قويها وضعيفها من غير تمييز وسردها بشقشقة شدقيه والمحدث من عدّ الأحاديث صحيحها وسقيمها بقوة لحييه ولا أقول ذلك مطردا كليا وإن قلوا ولم يأت قرن بعد ذلك إلا وهو أكثرفتنة وأوفر تقليدا وأشد انتزاعا للأ مانة من صدور الناس حتى اطمأنوا بترك الخوض في الدين وبأن يقولوا ﴿إِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَ نَا عَلٰى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلٰى آثَارِهِمْ لَمُقْتَدُوْنَ﴾ وإلى الله المشتكى (الحطّة: ص۱۵۲تا ۱۵۷)

یعنی "اس زمانے میں ایک شہرت پسند اور ریا کار فرقہ ظاہر ہوا ہے جو خامیوں کے باوجود اپنے لیے قرآن وحدیث کے علم اور اس پر عامل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ وہ اہل علم وعمل اور اہل معرفت میں سے نہیں ہے، کیونکہ وہ علوم آلیہ سے جاہل ہے جن کی واقفیت طالبِ حدیث کے لئے اس فن کی تکمیل میں بہت ضروری ہے اور یہ فرقہ علوم عالیہ سے بھی ناواقف ہے جن کے بغیر سنت پر چلنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، مثلاً صرف، نحو، لغت، معانی، بیان، وغیرہ چہ جائیکہ وہ دوسرے کمالات کا حامل ہو۔ اور یہ لوگ علماء کی شکل وصورت اور اہل تقویٰ کے بھیس میں نمودار ہوتے ہیں، شعر: ہر ہوس پرست احمق مسند تدریس سنبھال بیٹھا ہے، اس کا نام اُستاذ فقیہ رکھا جاتا ہے، آپ دیکھیں گے کہ وہ نقل کرنے پر اور ابتدائی چیزوں پر اکتفا کرتے ہیں اور حدیث کو سمجھنے اور اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مفاہیم پر غور و فکر کرنے کی زحمت نہیں کرتے اور وہ سمجھتے ہیں کہ بس یہی کافی ہے جبکہ یہ حقیقت سے بہت دور ہے، حدیث پڑھنے کا مقصد تو یہ ہے کہ اسے سمجھا جائے اور اس کے معانی پر غور کیا جائے، یہ تو نہیں کہ اس کے مبادیات پر ہی اکتفا کر بیٹھے۔ حدیث کا پہلا مرتبہ تو یہ ہے کہ اس کا سماع کرے پھر اسے حفظ کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے، اس کے بعد اس کی نشر و اشاعت کی جائے مگر یہ لوگ اسے سننے اور اس کی نشر و اشاعت پر ہی اکتفا کر کے بیٹھ گئے ہیں، اسے سمجھنے اور اس کی تحقیق کرنے کے لئے تیار نہیں، حالانکہ اس کے بغیر سماع اور نشر و اشاعت کا کوئی فائدہ نہیں، اس دور میں تو حدیث بچوں کے پڑھنے کے لئے رہ گئی ہے اور اصحاب یقین اپنی غفلت میں سرگرداں ہیں، لیکن یہ جاہل لوگ ان کی حدیث دانی صرف یہ ہے کہ یہ اُن مسائل کو اچھالتے رہتے ہیں جو عبادات سے متعلق ہیں اور مجتہدین اور محدثین کے درمیان اختلافی ہیں، ان معاملات سے انہیں کوئی سروکار نہیں جو لوگوں سے متعلق ہیں، ان کے ہاں اتباع سے مراد یہ ہے کہ عبادات کے بارے میں اہل اجتہاد کا جو اختلاف اہل حدیث کے ساتھ ہے اسے نقل کر دیا جائے۔ تدبیراتِ نافعہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، اسی وجہ سے یہ لوگ اہلحدیث کے نقد کے شد بد نہیں رکھتے اور نہ ہی انہیں معاملات کے بارے میں فقہ الحدیث سے کچھ واقفیت ہے، اور حدیث نیز اہلحدیث کے اُصول پر انہیں استنباطِ مسائل کی قدرت بھی حاصل نہیں ہے۔ حیرت ہے کہ ایسے لوگ اپنے آپ کو مخلص موحد کہتے ہیں اور اپنے مخالفوں کو مشرک، بدعتی گردانتے ہیں، حالانکہ یہ لوگ خود بڑے متعصب اور غالی قسم کے ہیں جو اپنے قیمتی وقت اور زندگی کو بے فائدہ صرف کر رہے ہیں، خود بھی مصیبت میں پڑتے ہیں اور اپنے پچھلوں کو بھی حیرت میں ڈالتے ہیں...... آگے فرماتے ہیں: یہ لاعلاج مرض علماء اور فقہاء کے باہمی تعصب اور زیادہ لے دے سے پیدا ہوئی ہے حتیٰ کہ یہ مصیبت اور لڑائی جھگڑا عام ہو گیا" ...... اس کے بعد تقلید کے خلاف لکھی جانے والی کتاب "إیقاظ همم أولي الأبصار" کی عبارت نقل کی ہے، بعد ازیں شاہ ولی اللہ کی 'الانصاف' کا ایک اقتباس یوں نقل کرتے ہیں جو مقلدوں کے خلاف ہے:

"صاحب انصاف نے کہا ہے: بعد ازیں ایسے اہل زمان آئے جن کی نشو و نما خالص تقلید پر ہوئی جس کی وجہ سے وہ حق و باطل اور جدال و استنباط میں فرق نہیں کر سکتے، اس وقت فقیہ سے مراد وہ شخص لیا جاتا ہے جو باچھیں کھول کر بک بک کرتا جاتا ہو اور اس نے بلا تمیز فقہاء کے صحیح اور ضعیف اقوال یاد کر رکھے ہوں، اور منہ زوری سے انہیں درست بنا لیا ہو اور محدث سے مراد وہ شخص لیا جاتا ہے جس نے صحیح و ضعیف احادیث کو شمار کر لیا ہو۔ میں یہ بات علی وجہ العموم نہیں کہتا، اگرچہ وہ لوگ کم ہیں جو اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اس کے بعد جو زمانہ بھی آیا وہ پہلے سے بڑھ کر پر فتن اور تقلید میں اَٹا ہوا تھا، اور لوگوں کے دلوں سے امانت داری کو سلب کر دینے والا تھا، نوبت یہاں تک جا پہنچی کہ وہ دین میں غور و خوض کو چھوڑ کر مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور یہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک دین پر پایا ہے اور ہم بھی انہی کے نشانات پر چلتے جائیں گے، والی اللہ المشتکی"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ اقتباس ہے جس کا ترجمہ ماہنامہ 'الفاروق' نے ہاتھ کی صفائی سے اہلحدیث کے خلاف پیش کرنے کی جسارت کی ہے اور کتاب کا حوالہ دیئے بغیر نقل کیا ہے تاکہ کوئی شخص آسانی کے ساتھ اصل کتاب کی طرف مراجعت کر کے اصل حقیقت سے آگاہ نہ ہوسکے، اگرچہ ہم تمام اہلحدیث کے علم وعرفان کی بلندیوں سے ہمکنار ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے لیکن اس مذکورہ بالا اقتباس کی مختلف عبارتیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ نواب صاحب نے اسے اہل حدیث کے خلاف نہیں بلکہ اہل تقلید کے خلاف نقل کیا ہے جو بزعم خویش فقیہ کہلاتے ہیں حالانکہ وہ استنباط اور مسائل کے استخراج پر قادر نہیں ہوتے اور اپنے لیے محدث اور مفسر ہونے کے دعویدار ہوتے ہیں، جبکہ وہ فقہ الحدیث اور اہلحدیث کی تنقیدات سے نابلد ہوتے ہیں، اور نواب صاحب کا یہ کہنا کہ یہ لوگ حدیث کے سماع کو ہی کافی سمجھتے ہیں اور اس کے معانی ومفاہیم پر توجہ نہیں دیتے، یہ جملہ بھی ان لوگوں پر ہی صادق آتا ہے جو سالہا سال تک فقہ حنفی کی کتابیں ہضم کرنے میں لگاتے ہیں اور دورۂ حدیث کے نام سے تمام کتبِ حدیث کا سماع ایک سال سے بھی کم عرصے میں کر گزرتے ہیں، اس کے بعد نواب صاحب کا الایقاظ اور الانصاف کی عبارتیں نقل کرنا بھی اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ اہل تقلید کی مذمت کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ دونوں کتابیں تقلید شخصی کے ردّ میں لکھی گئی ہیں

ایسے مقلدین کے بارے میں نواب صاحب نے اپنی کرب وبے چینی کا اظہار ان لفظوں سے کیا ہے:

"والمقصود أن هؤلاء القوم رؤيتهم قذاء العيون وشجى الحلوق وكرب النفوس وحمى الأرواح وغم الصدور ومرض القلوب أن أنصفتهم لم تقبل طبيعتهم الانصاف" (الحطة فی ذکر الصحاح الستة : ص۱۵۵)

"مقصد یہ ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کا دیکھنا آنکھوں کی چبھن، گلوں کی گھٹن، جانوں کے کرب اور روحوں کی مرض، سینوں کے غم اور دلوں کی بیماری کا باعث ہے اگر آپ ان سے انصاف کی بات کریں تو ان کی فطرت انصاف کی بات قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہے۔"

کیا انگریزوں نے 'اہل حدیث' نام الاٹ کیا ہے؟

☆☆ الفاروق کے مفتی صاحب اہلحدیث پر الزام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انگریزوں سے الاٹ کرا کے اپنا نام 'اہلحدیث' رکھ لیا ہے، جبکہ قرآن وحدیث میں کس جگہ امتِ مسلمہ کے لئے یہ نام استعمال نہیں ہوا، سورۂ حج کے آخری رکوع میں فرمایا ہے: ﴿هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا﴾ جس میں صاف تصریح ہے کہ فخر دو عالم خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی امت کا نام المسلمون ہے۔ یہ الگ ہٹ جانا اور اپنا نیا نام رکھ لینا کیا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ انہوں نے اپنے کو جماعت مسلمین سے علیحدہ کرلیا ہے" (ص ۱۸)

ہم مفتی مذکور سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ اہلحدیث کہلانے والا ہی المسلمون سے علیحدہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں ہوتا ہے، اور مقلد کہلانے والا اس سے خارج کیوں نہیں ہوتا۔ جب المسلمون کے نام کے ہوتے ہوئے 'مقلد' حنفی، قادری وغیرہ کہلانے والا المسلمون سے خارج نہیں ہوتا تو اہلحدیث کہلانے والا بھی مسلمون میں داخل ہی رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کا نام مسلمون رکھا ہے لیکن اس کے ہوتے ہوئے کوئی صفاتی نام رکھنے سے روکا بھی نہیں ہے، اس لئے صحابہ کرام 'مسلمین' نام کے ہوتے ہوئے 'اَنصار' اور 'مہاجرین' بھی کہلاتے تھے اس طرح وہ المسلمون سے علیحدہ نہیں ہوگئے۔ اللہ رب العزت نے خود قرآنِ کریم میں ان کے یہ صفاتی نام ذکر فرمائے ہیں۔

آپ کا انگریزوں سے اہلحدیث نام اَلاٹ کرانے کا دعویٰ بھی بلادلیل ہے، حالانکہ یہ نام خیر القرون سے لے کر آج تک ہر دور کے مسلمان مصنّفین نے اپنی تالیفات میں ذکر کیا ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں اسے تفصیل کے ساتھ ثابت کیا جاچکا ہے اور یہ نام غیر قرآنی بھی نہیں ہے بلکہ قرآنِ کریم کو 'حدیث' کہا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ﴾ (الزمر:۲۳) ''یعنی اللہ تعالیٰ نے بہترین حدیث نازل کی ہے'' نیز ارشادِ الٰہی ہے ﴿فَبِاَىِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ﴾ (المرسلات:۵۰) ادھر رسول اللہ ﷺ کے اَقوال واَفعال اور تقریرات کو بھی حدیث کہا جاتا ہے، اسی حدیث کے لفظ کے شروع میں 'اہل' کا لفظ...... جوکہ قرآنِ کریم میں ہی وارد ہے..... ملانے سے اہلحدیث کا مبارک نام حاصل ہوتا ہے۔ بتایئے قرآنِ کریم کے ایک لفظ کے ساتھ قرآن ہی کا دوسرا لفظ ملانے سے اس نام کو غیر قرآنی یا غیر اسلامی کیسے قرار دیا جاسکتا ہے، لہٰذا اہلحدیث کا معنی ہوا کہ قرآن اور حدیث نبوی دونوں کو ماننے والے۔ بنا بریں جبکہ 'حدیث' کے لفظ میں قرآن وسنت دونوں مراد ہوتے ہیں تو ہمیں اہل القرآن والحدیث نام رکھنے کا تکلف کرنے کی ضرورت نہیں، جیسا کہ آپ نے سمجھا ہے۔ جبکہ اس سے قبل ہر دور کے علماء ومحدثین، اس جماعت کو اہلحدیث کے نام سے ہی یاد کرتے آرہے ہیں تو اسی لئے کہ یہ نام قرآن وسنت دونوں کو شامل ہے۔

☆☆ مفتی صاحب اہلحدیث سے شکایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرات ائمہ کرام نے اپنے اجتہاد واستنباط سے جو مسائل بتائے ہیں، ان کے بارے میں غیر مقلدین عوام کو کہتے ہیں کہ یہ حدیث کے خلاف ہیں، یہ لوگ مخالفتِ حدیث کے معنی بھی نہیں سمجھتے، کوئی حدیث ہوتی تب تو مخالفت ہوتی جب حدیث بعض اُمور کے بارے میں موجود ہی نہیں تو مخالفت کیسے لازم آئی؟'' (ص۱۹)

حالانکہ حنفی علماء کا طرزِ عمل مفتی صاحب کے دعوے کے سراسر خلاف ہے، کیونکہ اکثر احناف کا اجتہاد، صریح حدیثِ نبوی کے خلاف ہوتا ہے، جس کی تفصیل میں جانے کا موقع تو نہیں ہے لیکن ہم اس کی ایک مثال ذکر کرنے پر اکتفا کریں گے، حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کو 'السلام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیکم ورحمۃ اللہ' پرختم کرتے تھے اور آپ کا ارشادِ گرامی ہے: تحریمها التکبیر وتحلیلها التسلیم
یعنی'' خارجِ نماز مباح اشیا 'اللہ اکبر' کہنے سے حرام ہوجاتی ہیں اور دورانِ نماز حرام شدہ چیزیں 'السلام علیکم ورحمۃ اللہ' کہنے سے حلال ہوجاتی ہیں'' (جامع ترمذی: ج۱،ص ۱۲۶)

لیکن دوسری طرف حنفی فقہ کی کتابیں اس حدیث کے خلاف ایک انوکھا ہی اجتہاد واستنباط پیش کرتی ہیں، اسے آپ بھی سنیں اور بتائیں کہ قرآن وسنت کی کس نص سے یہ استنباط کیا گیا ہے:

منیة المصلّی میں ہے:"إن المصلي إذا حدث عمدا بعد ما قعد قدر التشهد أو تكلم أوعمل عملا ينافي الصلوٰة تمّت صلوته بالاتفاق"
یعنی ''حنفیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نمازی اپنی نماز میں تشہد کے بقدر بیٹھنے کے بعد قصداً جان بوجھ کر ہوا خارج کردے تو اس کی نماز ہوجائے گی''
(دیکھئے: منیة المصلی: ص۸۴......شرح وقاية: ج۱،ص۱۵۹......كنز الدقائق: ص۳۰)

اب آپ ہی بتائیں کہ حنفیوں کا یہ انوکھا اجتہاد حدیثِ مذکور کے خلاف ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی وضاحت فرما دیں کہ 'سلام' کا یہ نعم البدل کسی آیت یا حدیث سے مستنبط کیا گیا ہے۔

☆☆ الفاروق کے مفتی مزید گوہر افشانی کرتے ہوئے ص ۱۹،۲۰ پر لکھتے ہیں:

''آپ (اہلحدیث) تو حضرات صحابہ کے بھی مخالف ہیں دیکھئے حضرت عمرؓ نے رمضان المبارک میں ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھنے کے لئے سب کو جمع فرمایا اور جتنے بھی صحابہ تھے، ان سب نے حضرت عمرؓ سے اتفاق کرکے بیس رکعت تراویح پڑھنا شروع کیا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کسی ایسی دلیل پر عمل کرتے ہوئے بیس رکعت تراویح کا سلسلہ جاری فرمایا جو ان کو معلوم تھی۔ اسی لیے حضرات صحابہ کرامؓ نے ان سے موافقت فرمائی۔ پھر وہ خلفاءِ راشدین میں سے تھے جن کے بارے میں ارشادِ نبوی ہے: عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين لیکن غیر مقلد کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے بدعت جاری کی، اور اس اعتبار سے اس زمانے کے سب صحابہ بدعتی ہوگئے''

العیاذ باللہ! حضرت عمر فاروقؓ اور صحابہ کرامؓ کو بدعتی کون کہہ سکتا ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ بدعتی ہوسکتے ہیں۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے بیس رکعت تراویح والی روایت صحیح ثابت ہی نہیں ہے بلکہ خود حنفی حضرات نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ کے واسطے سے جو روایت رسول اللہ ﷺ سے پیش کی جاتی ہے کہ آپ رمضان میں بیس رکعت پڑھا کرتے تھے، علامہ زیلعی حنفی اس روایت کے ضعف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں (نصب الراية: ج۲،ص ۱۵۳)

هو معلول بأبي شيبة إبراهيم بن عثمان جد الامام أبي بكربن أبي شيبة وهو متفق على ضعفه ولينه ابن عدي في الكامل ثم إنه مخالف للحديث الصحيح عن أبي سلمة بن عبدالرحمن أنه سأل عائشة كيف كانت صلوة رسول الله ﷺ في

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان قالت ما كان يزيد في رمضان ولا في غيره على إحدى عشرة ركعة

"یعنی (بیس رکعت تراویح والی روایت) ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کے ضعف پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ ابن عدی نے بھی الکامل میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ پھر یہ اس صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے جو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان کے مہینہ میں نماز کے متعلق سوال کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ رمضان، غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔"

حضرت عمر بن خطابؓ سے بیس تراویح ثابت ہی نہیں اور نہ ہی ان کے دورِ خلافت میں یہ صحابہ کرامؓ کا معمول تھا، بلکہ حضرت عمرؓ سے گیارہ رکعات پڑھنے کا حکم صحیح ثابت ہے جس کی طرف آپ آتے نہیں اور نہ دوسرے لوگوں کو آنے دیتے ہیں۔ مؤطا امام مالک میں ہے:

عن محمد بن يوسف عن السائب بن يزيد أنه قال أمر عمربن الخطاب أبي بن كعب وتميما الداري أن يقوما للناس بإحدى عشرة ركعة قال فقد كان القارئ يقرء بالمئين حتى كنا نعتمد على العصى من طول القيام وما كنا ننصرف إلا في فروع الفجر (مؤطا امام مالک مترجم: ج۱/ص۱۳۹، باب ماجاء فی قیام رمضان)

یعنی "سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطابؓ نے اُبی بن کعبؓ اور تمیمؓ داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھایا کریں۔ سائب بن یزید کہتے ہیں کہ امام ایک ایک رکعت میں سوسو آیتیں پڑھتا تھا، یہاں تک کہ ہم طولِ قیام کی وجہ سے لاٹھیوں کا سہارا لیتے اور فجر کے قریب فارغ ہوا کرتے تھے"

حضرت عمرؓ سے صحیح ثابت حدیث کو پیش نظر رکھ کر غور فرمائیں، صحابہ کرامؓ کے مخالف اہلحدیث نہیں ہیں بلکہ مقلدین ہیں جو کھری چیز کو چھوڑ کر کھوٹی اور غیر ثابت شدہ چیز پر اصرار کئے ہوئے ہیں۔

☆☆ اب ہم آپ کے سوالات کی طرف آتے ہیں جو اہلحدیث کو عاجز کرنے کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔ اہل تقلید کے ہاں اگرچہ درجن بھر اُٹھائے ہوئے سوالات انوکھے ہوں گے کیونکہ وہ تقلید کی تاریکیوں میں رہنے والے ہوتے ہیں لیکن جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن وسنت کی روشنی عطا فرمائی ہے ان کے ہاں ایسے سوالات کوئی انوکھے نہیں ہیں۔ ہم ان سوالات کو سوال و جواب کی صورت میں پیش کرتے ہیں:

اہل تقلید: نماز میں جہر سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں؟

اہلحدیث: سوال سے مترشح ہوتا ہے کہ اہل تقلید نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اہلحدیث نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحمٰن جہر سے پڑھنے کے قائل ہیں، حالانکہ اہلحدیث کو اس کے جہر پر اصرار نہیں ہے۔ کیونکہ اسے آہستہ پڑھنے کی احادیث زیادہ قوی ہیں اور اکثر اہل حدیث کا عمل بھی آہستہ پڑھنے پر ہے، اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود جو حضرات بسم اللہ کے جہر کو جائز سمجھتے ہیں، ان کا استدلال ان متعدد احادیث سے ہے جو اس موضوع پر وارد ہیں، مثال کے طور پر مستدرک حاکم میں ہے:

"عن أنس بن مالك قال سمعت رسول اللهﷺ يجهر بسم الله الرحمٰن الرحيم"
رواة هذا الحديث عن آخرهم ثقات (مستدرك حاكم: ج۱ص ۲۳۳، کتاب الصلوۃ)

''انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بسم اللہ جہری آواز سے پڑھتے سنا، اس حدیث کے آخر تک راوی ثقہ ہیں''

اہل تقلید: سورۃ فاتحہ اور دوسری سورت کے درمیان بسم اللہ پڑھنے کا صحیح اور مرفوع حدیث سے ثبوت دیں؟

اہل حدیث: قراءت کا آغاز جب کسی سورت کی ابتداء سے کیا جائے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی پڑھنی چاہئے کیونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر سورت کی پہلی آیت ہے اور سوائے سورة البراءة کے ہر سورت کے شروع میں نازل ہوئی جیسا کہ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے

كان النبيﷺ لا يعلم ختم السورة حتى ينزل بسم الله الرحمٰن الرحيم قلت أما هذا فثابت (مستدرك حاكم ج۱، ص۲۳۱ / ابوداود: ج۱، ص ۲۸۸)

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے نزول پر رسول اللہ ﷺ جان لیتے تھے کہ پہلی سورت ختم ہوچکی ہے''

جب بسم اللہ ہر سورت کی پہلی آیت ہے، تو سورت کے آغاز میں اسے تلاوت کرنا چاہئے اور رسول اللہ ﷺ کا بھی اس پر عمل تھا کہ آپ سورت کے شروع میں بسم اللہ بھی تلاوت فرمایا کرتے تھے جیسا کہ انس بن مالکؓ سے مروی ہے:

"قال بينما ذات يوم بين أظهرنا يريد النبيﷺ إذا غفى اغفاءة ثم رفع رأسه متبسما فقلنا له ما أضحك يارسول الله قال: نزلت علىّ آنفا سورة ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، إِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ، اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾
(سنن نسائی: ج۱، ص ۳۰۶ / سنن ابوداود: ج۱، ص ۲۸۶)

''انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ ذرا اونگھے پھر مسکراتے ہوئے اپنا سر اُٹھایا۔ ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے اور وہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، إِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ، اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾ ہے''

اہل تقلید: آمین بالجہر کی صحیح، صریح، مرفوع حدیث پیش کریں جس پر کسی قسم کا کسی محدث نے کلام نہ کیا ہو اور وہ کسی آیت یا حدیث کے معارض نہ ہو اور اس میں لفظ جہر بالتصریح مذکور ہو؟

اہلحدیث: حضرت وائل بن حجرؓ بیان کرتے ہیں:

سمعت النبيﷺ قرأ غير المغضوب عليهم ولا الضالين وقال آمين ومدّ بها

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوته (جامع ترمذی: ج۱،ص۷۹)

یعنی" حضرت وائل بن حجر سے مروی کہتے ہیں: "میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے "غیر المغضوب علیهم و لا الضالین" پڑھا اور آپ نے آمین کہی اور اونچی آواز سے کہی۔"

رسول اللہ ﷺ نے آمین بلند آواز سے کہی، تب ہی تو حضرت وائل نے اسے سنا اور اسے سَمِعْتُ (میں نے سنا) سے بیان کیا ہے۔

سنن ابوداود میں ہے: عن وائل بن حجر أنه صلّى خلف رسول الله ﷺ فجهر بآمين وسلّم عن يمينه وعن شماله حتى رأيت بياض خده" (ابوداود: ج۱،ص۳۶۰)

"حضرت وائل کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی تو آپؐ نے پکار کر آمین کہی اور دائیں، بائیں سلام پھیرا تو مجھے آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آئی"

اہل تقلید: ایک شخص ایسے وقت نماز میں شریک ہوا جبکہ امام سورۃ فاتحہ کی چھ آیتیں پڑھ چکا تھا، سوال یہ ہے کہ یہ مقتدی سورۃ فاتحہ کب پڑھے۔ خصوصاً اس وقت جبکہ امام ایسا شخص ہو جو سورۂ فاتحہ کے بعد سکتہ بھی نہیں کرتا ہو۔ پھر یہ سوال ہے کہ یہ شخص امام کے ساتھ آمین کہے یا نہ کہے، اگر امام کے ساتھ آمین کہے تو پھر اپنی فاتحہ ختم کرکے آمین کہے یا نہ کہے؟

اہلحدیث: امام کے پیچھے مقتدی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے، خواہ امام سکتہ کرے یا نہ کرے، اور وہ فاتحہ کی چھ آیات پڑھ چکا ہو یا سورۃ فاتحہ مکمل کر چکا ہو۔ بہر حال اس کی اقتداء میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور اس سے متعلق سوال حضرت ابوہریرہؓ سے بھی کیا گیا تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے: "قيل لأبي هريرة: إنا نكون وراء الامام فقال إقرأ بها في نفسك"

یعنی "حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں؟...... فرمایا: اس وقت تم لوگ آہستہ سورۃ فاتحہ پڑھا کرو" (صحیح مسلم: ج۲،ص۲۲)

لہٰذا پیچھے رہ جانے والا امام کے سورۂ فاتحہ کی چھ آیات پڑھ لینے کے بعد ملتا ہے تو وہ فاتحہ کا جتنا حصہ پڑھ سکتا ہے وہ پڑھے اور امام کے ساتھ آمین کہے کیونکہ مقتدی کی آمین کو امام کی آمین کے ساتھ معلق کیا گیا ہے۔ فرمانِ رسولؐ ہے: اِذَا أَمَّنَ الْاِمامُ فَأَمِّنُوْا (صحیح مسلم)

"جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو"

اس کے بعد سورۃ فاتحہ کو مکمل کرے جو کہ نماز میں فرض ہے، اور فاتحہ کی تکمیل پر مقتدی کو دوسری بار آمین کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آمین، سورۃ فاتحہ کا جز نہیں ہے۔

اہل تقلید: کسی مرفوع صحیح صریح حدیث سے نماز میں سینے پر ہاتھ رکھنا ثابت کریں؟

اہلحدیث: "عن قبيصة بن هلب عن أبيه قال رأيت رسول الله ﷺ ينصرف عن يمينه

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعن يساره ورأيته يضع هذه على صدره ووصف يحيىٰ: اليمنى على اليسرى فوق المفصل" (مسند احمد، ج۵ص ۲۲۶)

یعنی "حضرت ہلب فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (نماز سے سلام پھیر کر مقتدیوں کی طرف) دائیں جانب سے مڑتے دیکھا اور کبھی بائیں جانب سے اور میں نے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سینے پر باندھتے تھے اور یحییٰ نے اس کی یوں وضاحت کی کہ آپ نے دائیں ہاتھ کو بائیں کے جوڑ پر رکھ کر سینے پر باندھا"

اہل تقلید: قرآن مجید میں جو ﴿فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا﴾ کا حکم ہے، اور حدیث میں: وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا" آیا ہے، ان کی وجہ سے غیر مقلدوں نے جو یہ تجویز کیا ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے ایک آیت پڑھتا چلے یا یہ تجویز کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد امام خاموش ہوجائے تاکہ اس سکتے میں مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھ لے، ان دونوں باتوں کا ثبوت صحیح صریح مرفوع حدیث سے دیں۔

اہلحدیث: مقتدی کا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا سکتوں کا محتاج نہیں ہے، امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا، ہر حال میں فرض ہے خواہ امام سکتے کرے یا نہ کرے، کیونکہ رسول ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"لاصلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" (صحیح بخاری: ج۱ص۱۰۴)

یعنی "ہر اس شخص کی نماز نہیں ہوتی، جو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا"

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان براہ راست مقتدیوں کے لیے ہے، اور اس بات کو سمجھنے کے لیے آپ آج سے تقریباً چودہ سو سال پیچھے لوٹیں اور اس دور کو اپنے ذہن میں لائیں جبکہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں بنفس نفیس زندہ موجود تھے اور آپ خود امام ہونے کی حیثیت سے صدیق و فاروق، عثمان و علی جیسے بے شمار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو (جو سب کے سب آپ کے پیچھے آپ کی اِقتدا میں نمازیں ادا کرنے والے آپ کے مقتدی تھے) یہ حکم دے رہے تھے کہ تم میں سے کسی شخص کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک وہ اپنی نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھے گا۔ غور فرمائیں، رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان امام ہونے کی صورت میں آپ سے صحابہ کرامؓ کے لئے صادر ہوا تھا جو اس دور میں آپ کے مقتدی تھے، لہٰذا مذکورہ بالا حدیث درحقیقت ہے ہی مقتدیوں کے لئے، اگرچہ اس کے عموم میں غیر مقتدی بھی داخل ہیں۔

بنابریں مقلدین حنفیہ کا اس حدیث کو امام یا اکیلے نمازی سے خاص سمجھنا ان کی تدبرِ حدیث سے محرومی کی دلیل ہے۔ اسی لئے تو امام احمد بن حنبلؒ فرما گئے ہیں:

هؤلا أصحاب أبي حنيفة ليس لهم بصر بشيئ من الحديث، ليس لهم إلا الجراءة

"یعنی اصحاب ابوحنیفہ صرف ڈھٹائی کرتے ہیں ورنہ حدیث کے متعلق انہیں کچھ بھی بصیرت حاصل نہیں ہے" (قیام اللیل للمروزی: ص۱۲۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل تقلید: امام تشہد میں دورد شریف اور دُعا سے فارغ ہو چکا، اور مقتدی ابھی فارغ نہیں ہوا تو کیا مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دے یا مذکورہ چیزیں ختم کر کے سلام پھیرے، جبکہ وہ مدرک ہے اور شروع رکعت سے امام کے ساتھ شریک ہے جواب میں صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں؟

اہلحدیث: امام کے ساتھ ہی سلام پھیرنے کی سوچ عالمانہ نہیں بلکہ صحیح، صریح مرفوع حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حدیث نبوی کی روشنی میں مقتدی کو نماز کا ہر فعل امام کے بعد ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا مقتدی امام کے بعد سلام پھیرے گا، اور جبکہ وہ مدرک ہے تو وہ تشہد، درود شریف اور دعا سے امام کے ساتھ ہی فارغ ہو جائے گا اور اگر بالفرض دعا رہ بھی جائے تو مقتدی اسے چھوڑ کر امام کے سلام کے بعد سلام پھیر دے گا، کیونکہ دعا اختیاری چیز ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ثم يتخير من الدعاء اعجبه اليه فيدعو" (صحیح البخاری مع فتح الباری: ج۲،ص۳۲۰)

یعنی ''جو دعا کرنا اسے پسند ہے اسے کرنے کا نمازی کو اختیار ہے''

بنا بریں دعا کرنا جب اختیاری عمل ہے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدی اسے چھوڑ کر سلام پھیر سکتا ہے، دعا کی وجہ سے سلام کو لیٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اہل تقلید: کسی صحیح صریح مرفوع حدیث سے ثابت کریں کہ حضرت رسولِ کریم ﷺ نمازِ فجر میں قنوت بحیثیتِ جز نماز پڑھتے تھے۔ اور یہ قنوتِ نازلہ نہ تھی اور ثابت کریں کہ یہ قنوت ہمیشہ حضورِ اقدس ﷺ نے آخری حیات تک رکوع کے بعد پڑھی ہے، جیسا کہ غیر مقلدوں کا عمل ہے اور یہ بھی ثابت کریں کہ آپ قنوت میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتے تھے۔ صحیح بخاری: ج۱،ص ۱۳۶ میں یوں ہے إِنَّمَا قَنَتَ رسول اللهﷺ بعد الركوع شهراً اس کو سامنے رکھ کر جواب دیں، نیز صفحہ مذکورہ پر مغرب میں قنوت پڑھنے کا ذکر بھی کیا گیا ہے، کیا آپ اس کا بھی اہتمام کرتے ہیں؟

اہلحدیث: مقلد نے یہ سوال شافعی مذہب کو سامنے رکھ کر کیا ہے، اور اسی کو اس نے اہل حدیث کا مذہب سمجھ لیا ہے، حالانکہ اہل حدیث قنوت کو بحیثیتِ جز نماز نہیں پڑھتے اور نہ ہی اس کا ساری عمر شوافع کی طرح التزام کرنے کے قائل ہیں بلکہ وہ اسے قنوتِ نازلہ ہی سمجھتے ہیں یعنی امتِ مسلمہ پر نازل ہونے والی کسی آفت و مصیبت پر ہی پڑھنے کے قائل ہیں۔ احناف کی طرح اسے ترک کرنے کے بھی قائل نہیں ہیں۔ اگرچہ اہلحدیث کے نزدیک رکوع کے بعد قنوت پڑھنا اُفضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے صراحت کے ساتھ یہی ثابت ہے، جیسا کہ اس سے متعلق حدیث سائل نے اپنے سوال میں ہی ذکر کر دی ہے، لیکن رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ یہ عمل بعض صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے "عن أنس بن مالك وقد سئل عن القنوت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی صلوٰۃ الصبح فقال کنا نقنت قبل الرکوع و بعدہ" (سنن ابن ماجہ، ج۱ص۱۹۵)

''حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ان سے صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم رکوع سے پہلے بھی قنوت پڑھتے تھے اور اس کے بعد بھی''

اور قنوتِ نازلہ میں ہاتھ اٹھانا بھی رسول اللہ سے ثابت ہے جیسا کہ سنن بیہقی میں ہے:

"عن ثابت عن أنس بن مالك في قصة القرّاء وقتلهم قال فقال لي أنس لقد رأيت رسول الله ﷺ كلما صلى الغداة رفع يديه يدعو عليهم يعني على الذين قتلوهم" (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج۲،ص۲۱۱)

یعنی ''ثابت سے مروی ہے اور وہ حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے قراءِ قرآن کی شہادت کا واقعہ ذکر کیا، تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا: آپ جب فجر کی نماز ادا فرماتے تو دونوں ہاتھ اٹھا کر قراء کے قاتلوں پر بددعا کرتے تھے۔''

مقلد کا سوال یہ بھی ہے کہ صحیح بخاری میں مغرب کی نماز میں قنوت پڑھنے کا ذکر آتا ہے کیا آپ اس کا بھی اہتمام کرتے ہیں تو جواباً عرض ہے کہ قرآن وسنت سے جو چیز بھی ہمارے لئے ثابت ہوجائے ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔ چونکہ احادیث مبارکہ سے مغرب کی نماز میں قنوت کا ذکر ملتا ہے، لہٰذا ہم نمازِ مغرب میں بھی قنوتِ نازلہ کے جواز کے قائل ہیں۔

اہل تقلید: صحیح، صریح مرفوع حدیث سے یہ ثابت کریں کہ مریض اور مسافر اگر جمعہ میں نہ آئے تو نمازِ جمعہ کی جگہ کون سی نماز پڑھے؟

اہلحدیث: نمازِ جمعہ ظہر کی نماز کے قائم مقام ہے لہٰذا جس شخص کا کسی شرعی رخصت کی بنا پر جمعہ رہ جائے اسے اصل نمازِ ظہر ہی ادا کرنی چاہئے۔ مریض اور مسافر بھی اگر جمعہ کی نماز میں شامل نہ ہوں تو ظہر کی نماز پڑھیں گے، جیسا کہ ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں:

"قال رسول الله ﷺ من أدرك من الجمعة ركعة فليصل إليها أخرى ومن فاتته الركعتان فليصل أربعا أوقال الظهر" (رواه الدارقطني، مشکوٰۃ: ج۱ص۱۸۷)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کی نماز سے ایک رکعت پالے وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملالے (جمعہ پڑھے)۔ اور جس شخص کی دونوں رکعتیں رہ جائیں، وہ چار رکعات پڑھے یا فرمایا کہ وہ ظہر کی نماز پڑھے''

اس حدیثِ پاک میں مَنْ الفاظِ عموم سے ہے لہٰذا یہ مریض اور مسافر جیسے افراد کو شامل ہے جو جمعہ کی دو رکعت نماز میں شامل نہیں ہوسکتے تو اس کی جگہ ظہر ادا کریں گے۔

اہل تقلید: مفسداتِ صلوٰۃ (نماز توڑ دینے والے امور) مرفوع صحیح اور صریح حدیث سے ثابت کریں، خصوصاً یہ بتائیں کہ نماز میں چلنا پھرنا اور کھانا پینا ممنوع نہیں ہے تو کس دلیل سے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث: اس مختصر مضمون میں مفسداتِ صلوٰۃ کا احاطہ تو مشکل ہے، اس کے لئے کتبِ حدیث میں مالا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ" کے ابواب دیکھے جاسکتے ہیں۔ ہاں البتہ چلنا پھرنا اور کھانا پینا خارج صلوٰۃ جائز امور سے ہے لیکن نماز کی تکبیر (اللہ اکبر) کہنے سے یہ چیزیں ممنوع ہوجاتی ہیں جیسا کہ حدیثِ نبویؐ ہے: "عن أبي سعيد قال قال رسول الله ﷺ مفتاح الصلوٰة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم" (ترمذی شریف، ج۱ص۱۲۶)

حضرت ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو نماز کی کنجی ہے اور مباح چیزوں کو حرام کرنے والی تکبیر (اللہ اکبر) کہنا اور (اثناءِ نماز) حرام چیزوں کو مباح کردینے والی چیز سلام پھیرنا ہے''

اس حدیث کی روشنی میں نماز سے پہلے چلنا پھرنا، کھانا پینا جو حلال چیزیں تھیں، نماز شروع کرنے سے ممنوع قرار پائیں گی۔

اہل تقلید: کسی حدیث مرفوع صحیح صریح سے پگڑی، ٹوپی کے ہوتے ہوئے بھی بالالتزام ننگے سر نماز پڑھنے کا ثبوت پیش کریں؟

اہلحدیث: رسول اللہ ﷺ سے سر ڈھانپ کر اور کبھی ننگے سر نماز پڑھنا ثابت ہے:

عن عمر بن أبي سلمة أنه رأى النبي ﷺ يصلّي في ثوب واحد في بيت أم سلمة قد ألقى طرفيه على عاتقيه (صحیح بخاری: ج۱،ص۵۲)

یعنی ''عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اس کپڑے کے دونوں کناروں کو اپنے کندھوں پر ڈالا ہوا تھا''

"عن محمد بن المنكدر قال صلّى جابر في إزار قد عقده من قبل قفاه وثيابه موضوعة على المشجب فقال له قائل: تصلي في إزار واحد فقال إنما صنعت ذلك ليراني أحمق مثلك وأينا كان له ثوبان على عهد رسول الله ﷺ"

''محمد بن منکدر فرماتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے ایک ہی چادر میں نماز پڑھی جسے انہوں نے گردن کے پیچھے باندھا ہوا تھا، اور آپ نے باقی کپڑے تپائی پر رکھے ہوئے تھے۔ کسی آدمی نے ان سے کہا: آپ ایک ہی چادر میں نماز کیوں پڑھتے ہیں، (جبکہ دیگر کپڑے پاس رکھے ہوئے ہیں) فرمایا میں نے ایسا اس لئے کیا ہے تاکہ مجھے آپ جیسا انجان دیکھ لے، آنحضرت کے وقت میں دو کپڑے کس کے پاس تھے؟؟'' (صحیح بخاری، ج۱ص۵۱)

ننگے سر نماز پڑھنے کو حرام یا مکروہ کہنا حنفی مقلدوں کا خود ساختہ مسئلہ ہے، جبکہ شرعی لحاظ سے اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو محرم کو سر ننگا رکھنے یا اس کے لیے ننگے سر نماز پڑھنے کی اجازت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوتی، حالانکہ محرم کے لئے بعض حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں۔

اہل تقلید: حالت ِاضطرار میں یا غیر اضطرار میں انسان کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جو صورت بھی اختیار کریں، اس کے لئے مرفوع صحیح اور صریح حدیث پیش کریں؟

اہلحدیث: مجبور یا غیر مجبور کے لئے انسان کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے جبکہ اسے قتل کرنا حلال ہو، اور انسان کو قتل کرنا حرام ہے لہٰذا اس کا گوشت کھانا بھی حرام ہے۔ قرآن کریم میں قتل نفس سے منع کیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ (النساء:۲۹) ''اور تم اپنی جانوں کو قتل مت کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرنے والا ہے''

اہل تقلید: حدود جن میں شکار کرنا جائز نہیں اور حدودِ مزدلفہ اور حدودِ عرفات صحیح، صریح اور مرفوع حدیث سے ثابت کریں۔ یاد رہے کہ ان مقامات کے حدود کے نشانات جو لگے ہوئے ہیں وہ ترکی حکومت کے لگائے ہوئے ہیں جو حنفی تھے پھر سعودی حکومت نے ان کی تجدید کی ہے جو حنبلی تھے۔ مقلدین سارے کے سارے آپ کے نزدیک مشرک ہیں، مشرکوں کی لگائی ہوئی نشانیوں پر اعتماد کرنے کا آپ کے پاس کیا جواز ہے؟ یہی سوال جمعہ اور رمضان المبارک کے بارے میں ہے؟

اہلحدیث: مقلد کی سوچ اُلٹی ہوتی ہے، اس لئے اس نے یہاں بھی اُلٹ کام ہی کیا ہے جبکہ حدودِ مزدلفہ وعرفات نیز جمعہ و رمضان المبارک کی تعیین کے بارے میں مقلدین نے اہلحدیث پر اعتماد کیا ہے، لیکن مقلد نے اُلٹی گنگا چلا دی اور کہا کہ غیر مقلدوں نے ان حدود کی تعیین میں اہل تقلید پر اعتماد کیا ہے، حاشا وکلا ...... مقلد تو خود دوسروں کے سہارے پر جیتا ہے، وہ حدودِ حرم وغیرہ کی تعیین میں اہلحدیث کی کیا راہنمائی کرسکتا ہے۔ جبکہ شاہ ولی اللہ کے بقول تقلید چوتھی صدی میں شروع ہوئی ہے تو اس سے قبل سب مسلمان غیر مقلد اور ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ کی روشنی میں زندگی گزارنے والے تھے، تقلید کا نام ونشان نہیں تھا۔ خود ائمہ اربعہ غیر مقلد تھے، اس کے بعد تقلید ناسدید نے جنم لیا اور ایک سنہری اسلام کو کئی فرقوں میں بانٹ دیا۔ بنابریں حدودِ حرم اور جمعہ و رمضان المبارک کی تعیین میں اہل تقلید نے اہلحدیث پر اعتماد کیا ہے۔ یہ بھی پیش نظر رہے کہ تقلید کی ولادت کے بعد اہل حدیث ناپید نہیں ہوگئے تھے بلکہ یہ جماعت ہر دور میں موجود رہی ہے، جو اہل تقلید کے اِفراط وتفریط کی نشاندہی کرتی چلی آرہی ہے۔

اہل تقلید: یہ تو بتائیے کہ جیسے چاروں مذاہب کے مقلدین صدیوں سے آپس میں مل کر چلتے آئے ہیں ایک دوسرے کا احترام بھی کرتے ہیں اور اپنے اپنے مذہب کو راجح بھی بتاتے ہیں دوسرے کے مذہب کو مرجوح کہتے ہیں، غلط نہیں کہتے، کیونکہ دوسروں کے پاس بھی دلائل ہیں، آپ حضرات اپنے دعوے کے مطابق اگرچہ چاروں مذاہب سے الگ ہیں تو ایسا کیوں نہیں ہوسکتا کہ آپ اپنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کردہ مسائل پر عمل کرتے رہیں۔ امام ابوحنیفہ اور احناف پر کیچڑ نہ اچھالیں؟

اہلحدیث: پاکیٔ داماں کی حکایت کو اتنا دراز کرنے کی ضرورت نہیں ہے، چاروں مذاہب کے مقلدین کے آپس میں مل کر چلنے کی حقیقت اور ایک دوسرے کے احترام کرنے کی اصلیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ یہ کشمکش مقلدین کی کتابوں سے بھی آشکار ہے۔ اور خراسان میں شوافع اور احناف کی باہمی معرکہ آرائیاں بھی اہل علم سے مخفی نہیں ہیں بلکہ موجودہ دور میں احناف کے ہی دو ٹکڑوں (دیوبندی اور بریلوی) کی آپس میں دست بگریباں ہونے کی داستانیں آئے دن پڑھنے کو ملتی رہتی ہیں۔ باقی رہی امام ابوحنیفہ کے خلاف کیچڑ اچھالنے کی بات تو واضح رہے کہ امام صاحب کے خلاف کیچڑ اہلحدیث نے نہیں اچھالا، بلکہ خود ان کے مقلدین نے ان کے خلاف ایسا کیچڑ اچھالا ہے کہ امام صاحب کا دامن اس سے پاک ہے۔ مثال کے طور پر ہم یہاں چند مسائل پیش کرتے ہیں جو مقلدین کی کتابوں یا ان کے فتوؤں میں موجود ہیں لیکن امام صاحب سے ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی ان پر کتاب وسنت سے کوئی دلیل دستیاب ہے۔ اور بعض تو ایسے اخلاقیات سے گرے ہوئے ہیں کہ وہ عوام کو اسلام سے متنفر کرتے ہیں، ان میں چند مسائل آپ کے غور وفکر کے لئے لکھے جاتے ہیں:

(۱) فقہ حنفی کی کتابوں میں موجود ہے:

"الخروج من الصلوٰة بفعل المصلي فرض عند أبي حنيفة خلافا لهما حتى أن المصلي إذا أحدث عمداً بعد ما قعد قدر التشهد أوتكلم أوعمل عملا ينافي الصلوٰة تمت صلوته بالاتفاق"

یعنی "نمازی آخری التحیات میں تشہد کی بقدر بیٹھ کر کسی سے بات کرلے یا ایسا کام کرے جو نماز کے منافی ہو یا (سلام کی جگہ) قصداً جان بوجھ کر ہوا خارج کردے تو اس کی نماز بالاتفاق مکمل اور پوری ہوجائے گی۔ (دیکھئے منیۃ المصلی، ص۸۴، شرح وقایہ ج۱ ص۱۵۹، کنز الدقائق، ص۳۰)

کیا حنفی فقاہت سے لبریز اس مسئلہ کو آپ صحیح، مرفوع حدیث سے ثابت کرسکتے ہیں؟

(۲) "والأصل فيه أن النجاسة الغليظة إذا كانت قدر الدرهم أودونه فهو عفو لا تمنع جواز الصلوٰة عندنا و عند زفر والشافعي يمنع"

"اصل بات یہ ہے کہ نجاست غلیظ بقدر درہم یا اس سے کم ہو تو وہ معاف ہے۔ اس قدر نجاست نمازی کے جسم یا کپڑے پر لگی ہوئی ہو تو احناف کے نزدیک نماز ہوجاتی ہے۔ امام شافعی اسے ممنوع کہتے ہیں" (دیکھئے منیۃ المصلی، ص۵۲)

کیا آپ نمازی کے لئے نجاست کی اس مقدار کی رخصت کو کتاب وسنت سے ثابت کرسکتے ہیں؟

(۳) "لو رعف فكتب الفاتحة بالدم على جبهته وأنفه جاز للاستشفاء وبالبول أيضا"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ''نکسیر کے علاج کے لئے اگر سورۂ فاتحہ خون یا پیشاب کے ساتھ مریض کی پیشانی اور اس کی ناک پر لکھ دی جائے تو حصولِ شفاء کے لئے ایسا کرنا جائز ہے'' (ردّ المختار: ج۱،ص۱۴۰)

اسے صحیح، صریح، مرفوع غیر مجروح حدیث سے ثابت کریں۔

(۴) رسول اللہ ﷺ کی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت کریں کہ آپ نے اپنے بعد آنے والے مسلمانوں کو چوتھی صدی میں کسی ایک عالم کی تقلید کی پابندی کا حکم دیا تھا۔

(۵) صحیح، صریح، مرفوع غیر مجروح حدیث سے ثابت کریں کہ نمازِ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا مشروع نہیں ہے اور نماز جنازہ سورۃ الفاتحہ کے بغیر ہوجاتی ہے؟

(۶) نماز شروع کرتے وقت آدمی کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور عورت کندھوں تک اور عورت سینے پر ہاتھ باندھے اور مرد زیر ناف۔ یہ تفریق صحیح صریح، مرفوع، غیر مجروح حدیث سے پیش کریں۔

(۷) نماز کی تکبیر تحریمہ سے قبل اُردو یا پنجابی میں زبان کے ساتھ نیتِ نماز کے الفاظ اَدا کرنا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت فرمائیں۔

(۸) اَحناف کے ہاں سجدۂ سہو میں ایک جانب سلام پھیر کر دو سجدے کرنا صحیح مرفوع غیر مجروح حدیث سے ثابت کریں۔

(۹) صحیح صریح مرفوع غیر مجروح حدیث سے ثابت کریں کہ سجدہ کرتے وقت عورت اپنا پیٹ رانوں سے چپکا لے اور زمین سے چمٹ کر سجدہ کرے، جبکہ مرد اپنا پیٹ رانوں سے دور رکھے۔

(۱۰) اَحناف کا نماز باجماعت میں صف بندی کو اہمیت نہ دینا اور نمازیوں کا آپس میں فاصلے چھوڑ کر کھڑے ہونا اور ایک دوسرے کے ساتھ پاؤں ملانے سے نفرت کرنا صحیح، صریح، مرفوع غیر مجروح حدیث سے ثابت کریں۔ تلک عشرۃ کاملۃ

جادو کے موضوع پر ماہنامہ 'محدث' اور روزنامہ 'دن' میں قسط وار چھپنے والے مضامین

شریر جادوگروں کا قلع قمع کرنے والی تلوار

مکمل ۸ حصے — قیمت 60 روپے

کتابی شکل میں تیسرا ایڈیشن، مکمل وظائف جمع شدہ

دیدہ زیب طباعت — چار رنگہ سرورق

☆ عربی زبان میں اس کتاب کے دسیوں ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ اردو میں آسان، سادہ اور رواں ترجمہ پہلی بار

☆ جادوگروں کی علامات، بچاؤ کی تدبیریں، مختلف جادوؤں کے توڑ صرف قرآن اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں

☆ آسان طرزِ تحریر...... ہر بات نکات وار...... جابجا مثالیں اور عملی نمونہ جات...... ہر بات بادلیل اور باحوالہ

دفتر ماہنامہ محدث + مکتبہ قدوسیہ + مکتبہ دار السلام + نعمانی کتب خانہ + اردو بازار کے دینی کتب خانوں پر میں دستیاب ہے!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ